بسم اللہ الرحمن الرحیم

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم

اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے اور لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ الحج ۲۲

قربانی کے احکام و مسائل

جس میں

"جذعہ" "مسنہ" اور قربانی کے چار دنوں پر تفصیلی بحث ہے

از قلم

مولانا حافظ محمد اسمٰعیل اسد حافظ آبادی

مکتبہ ثنائیہ / النور اکیڈمی

بلاک نمبر 19 سرگودھا، موبائل: 0300-6040271

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ

اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے اور لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ الحج ۲۲

قربانی کے احکام و مسائل

جس میں

"جذعہ" "مسنہ" اور قربانی کے چار دنوں پر تفصیلی بحث ہے

از قلم

مولانا حافظ محمد اسمٰعیل اسد حافظ آبادی

خطیب

جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث محلہ اسلام آباد سیالکوٹ

مکتبہ ثنائیہ / النور اکیڈمی

بلاک نمبر 19 سرگودھا، موبائل: 0300-6040271

نام کتاب: **قربانی** کے احکام و مسائل

مؤلف: مولانا حافظ محمد اسمٰعیل اسد حافظ آبادی رئیس جامعہ ابراہیمیہ جلال پور روڈ حافظ آباد

سرورق: جاوید اسلام علی گرافکس عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

ناشر: محمد اقبال، مکتبہ ثنائیہ / النور اکیڈمی بلاک 19 سرگودھا

مطبع: المطبعۃ العربیہ پرانی انارکلی لاہور

تعداد: 2200 طبع دوم 2007

ملنے کے پتے

الحاج محمد عثمان صاحب، سرپرست

انجمن جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث محلہ اسلام آباد سیالکوٹ 0300-6135024

الحاج شیخ شفیق الرحمان صندل صاحب، ناظم

انجمن جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث محلہ اسلام آباد سیالکوٹ 0300-9617796

✧✧✧✧✧✧

1: مکتبہ اصحاب الحدیث، حسن مارکیٹ مچھلی منڈی لاہور
2: مکتبہ دارالسلام، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
3: مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
4: مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
5: نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور
6: خورشیدیہ کتب خانہ، اردو بازار لاہور
7: فیض اللہ اکیڈمی، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
8: محمدی اکیڈمی، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

فہرست

✱✱✱

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِي كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِہِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ وَبَعْدُ:

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو علاقائی عصبیتوں سے مبرا' بلا امتیاز رنگ و نسل تمام تر بنی آدم کی کامل رشد و بھلائی کیلئے بہترین ضابطہ حیات ہے۔ نماز' قربانی' روزہ' زکوٰۃ' حج الغرض عبادات ہوں یا اخلاقیات' ایوان اقتدار ہو یا میدان کارزار' آقا ہو یا غلام' سیر شکم امیر ہو یا فاقہ مست فقیر' ادنیٰ ہو یا اعلیٰ اللہ پاک نے ہر شخص کی راہنمائی کیلئے کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو "اسوۂ حسنہ" بنا کر مبعوث فرمایا۔ جب تک کسی بھی امر پر رسالت ماب' خاتم النبین علیہ الصلوۃ والسلام کی مہر نہ ہو وہ یقیناً فاسد و باطل ہوگا اور اس کے کرنے میں سراسر نقصان و خسران ہے۔

"صرف قرآن و سنت کو دلیل و حجت کا درجہ حاصل ہے۔"

اسلام کے تمام احکام و شرائع کا دارومدار سند پر ہے اور پھر

کسی بات کے منتہائے سند پر ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ہو------ یہی دلیل حجت ہے۔ جبکہ سند متصل ہو اور اس کے رواۃ ثقہ ہوں اور اس (سند) میں کسی قسم کا انقطاع نہ ہو نیز وہ روایت شذوذ و علت سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ لامحدود برکات و ثمرات سے نوازے حاملین دین "اصحاب الحدیث" کو جن کی مساعی جمیلہ سے دین اپنی اصلی صورت میں ہمارے سامنے کی مساعی جمیلہ سے دین اپنی اصلی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

رہ تخمین و ظن کو ترک کر کے نہایت حزم و احتیاط سے حدیث پیغمبر ﷺ کے نورانی چہرہ کو ہر قسم کے داغ دھبوں سے پاک و صحیح انداز میں پیش کیا۔ فللہ الحمد

پس اس عاجز نے اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے باوجود کوشش یہی کی ہے کہ مسئلہ کی صحیح صورت واضح ہو اور یہ چند سطور ہم سب اہل ایمان کی رشد و بھلائی کا موجب ٹھہریں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ وَوَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الْكَرِيْمِ «وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ»

حافظ محمد اسماعیل اسد

حافظ آبادی

﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ ﴾ ﴿ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهُۥ تَقْدِيرًا ﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے اولاد نہیں پکڑی اور پورے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔ پس ہر چیز کو باتقدیر بنایا۔ اے اللہ درود بھیج حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ درود بھیجا تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر۔ بلاشبہ تو تعریف والا بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت فرما حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ برکت کی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف والا

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وعلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا وَزِدْنَا عِلْمًا. ربَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ. وَشَرَّ الأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ

بزرگی والا ہے۔ اے اللہ ہمیں نفع دے اس علم کے ساتھ جو تو نے ہمیں عطا فرمایا اور ہمیں ایسا علم دے جو ہمارے لئے نفع مند ہو اور ہمیں علم میں مزید بڑھا دے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں خصوصی رحمت سے نواز اور ہر امر میں رشد و بھلائی مہیا فرما۔ اما بعد الحمد والصلوة سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت و سیرت حضرت محمد ﷺ کی ہدایت و سیرت ہے جبکہ نئے کام دین میں بد ترین امور سے ہیں اور دین میں داخل کیا ہوا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی

ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.	ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانی والی ہے۔
فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ	پس میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ	شروع ساتھ نام اللہ کے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔
﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ ﴾	صرف اپنے رب کیلئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

(الکوثر۱۰۸/ ۲)

قربانی

سنت کے مطابق نماز عیدالاضحیٰ سے فارغ ہو کر قرب الٰہی کے حصول کے لئے جانور ذبح کرنے کو قربانی کہتے ہیں۔

قربانی اور تقویٰ:

بلاشبہ قربانی کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا

﴿ لَن يَنَالَ ٱللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَـٰكِن يَنَالُهُ ٱلتَّقْوَىٰ مِنكُمْ ﴾
(الحج ۲۲/ ۳۷)

یعنی اللہ پاک کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے۔ لیکن اسے تو تمہاری طرف سے تقویٰ ہی پہنچتا ہے۔

تقویٰ کا مفہوم :

یہاں تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ غیر اللہ سے مکمل اجتناب کرتے ہوئے صرف اور صرف ایک اللہ کیلئے اور اسی کے نام پر قربانی کی جائے کیونکہ ماسوی اللہ کے نام پر کوئی چیز دینا اور بکرے، چھترے یا دیگر جانور ذبح کرنا حرام اور شرک ہے۔

اور بالتحقیق اسی طرح ہر وہ چیز حرام اور شرک جلی کے زمرے میں آتی ہے جسے غیر اللہ کے نام پر پکارا جائے یا شہرت پائے۔ اگرچہ اسے "بسم اللہ واللہ اکبر" کہہ کر ذبح کریں۔ یا بسم اللہ کہہ کر کھائیں۔ بہرحال حرام ہے۔

قربانی مال کا ضیاع نہیں :

اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ سطحی سوچ کے حامل لوگ

کہتے ہیں کہ قربانی پر بے دریغ خطیر رقم ضائع کر دی جاتی ہے جبکہ اسے یتامی، مساکین، بیوگان، رفاہ عامہ کے اداروں اور فلاح و بہبود کے وسائل میں خرچ کرنے سے نہایت حوصلہ افزاء اور عمدہ نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں۔ یہ ایسی شیطانی سوچ ہے جس کی بناء پر حج ایسی اہم عبادت بھی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ جس پر نہ صرف مال بلکہ وقت کا ضیاع اور کئی قسم کی سفری صعوبتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس رقم سے بھی تو غرباء، مساکین اور فقراء کے فقر و فاقہ اور غربت کو دور کیا جا سکتا ہے اور پھر نماز پر وقت صرف ہونا اور مساجد کی تعمیرات کیلئے لاکھوں روپے کا خرچ کیا یہ دولت کا ضیاع نہیں؟ یہ آڑ لے کر آج قربانی ترک کریں گے، کل نماز پھر حج یکے بعد دیگرے اسلام کا عملی ڈھانچہ جسم بے روح کی طرح ختم ہو کر رہ جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

-------- یاد رکھیے رب تبارک و تعالیٰ کی یہ آخری اور مقدس کتاب حکیم جس ذات گرامی پر اتاری گئی اسے اس کے ساتھ ساتھ حکمت و دانش سے بھی نوازا گیا۔

﴿وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب و

اَلۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ﴾ حکمت نازل فرمائی ہے۔
(النساء ٤/ ١١٣)

تو اس دانائے سبل، ختم الرسل ﷺ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی کیسے ہو سکتا ہے؟

اس قربانی ہی کو لے لیجئے۔ تھوڑا سا غور کرنے پر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کتنے فوائد اور حکمتیں ہیں۔ فقراء و مساکین اور فاقہ مست لوگوں تک گوشت کا پہنچنا اور قربانی کی کھالوں سے حاصل شدہ رقم غرباء میں تقسیم کر دیں تو کیا وہ اس سے عید کی خوشیوں اور مسرتوں سے لطف اندوز نہ ہوں گے؟

نیز---- دیگر اس قسم کے بے شمار فوائد ہیں:

الغرض: ------ خالق و مالک حقیقی کے نام پر اس کی رضا جوئی میں قربانی کرنا دولت کا ضیاع نہیں اور نہ کوئی خسران و نقصان۔ بلکہ موجب فلاح و سعادت دارین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کے سرتاج امام الہدیٰ، سید اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اللہ کو خوش کرنے کیلئے بیک وقت بہت سی قربانیاں کیں۔ تریسٹھ جانور اپنے دست اقدس سے ذبح کئے اور بقایا سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔

محبوب ترین عمل :

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ أَيَّام الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هَذِهِ الأَيَّام العَشَرَةِ

(رواه البخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کسی دن کا عمل صالح اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا زیادہ عشرۃ ذوالحجہ میں پیارا ہے۔

نوٹ :۔ پس ثابت ہوا قربانی بھی محبوب ترین عمل ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے جس کی تائید مذکورہ حدیث سے ہوتی ہے۔

قربانی سنت موکدہ ہے :

«قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي

براء بن عازب بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس

يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ» (المحلّی بحوالہ مسلم)

دن (دس ذوالحجہ) میں سب سے پہلے نماز پڑھیں گے۔ پھر گھر واپس لوٹ کر قربانی کریں گے۔

نوٹ :۔ بخاری شریف میں ہے آپ ﷺ تعلیم امت کے لئے عید گاہ میں قربانی کرتے۔

«عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَا هٰذِهِ الأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، قَالُوْا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوْا

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید مکرم جناب رسول اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ تو صحابہؓ نے گزارش کی ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جانور کے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی۔ تو صحابہ

فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ»(رواه أحمد)

کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اون یا پشم کی صورت میں تو بے شمار باریک ترین بال ہوتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اس میں بھی ہر بال کے بدلے نیکی حاصل ہوگی۔“

فالحمدللہ علی ذالک

فائدہ :۔ ان احادیث سے قربانی کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ احمد اور ابن ماجہ کی ایک حدیث (جو استطاعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے ہماری عیدگاہ میں نہ آئے) قربانی کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن یہ روایت موقوف ہے مرفوعا درست نہیں۔

تاہم حق یہی ہے کہ قربانی کرنا سنت موکدہ ہے۔

قربانی کا جانور بے عیب ہو :

«عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے

اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالأُذُنَ وَأَنْ لاَ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلاَ مُدَابَرَةٍ وَلاَ شَرْقَاءَ وَلاَ خَرْقَاءَ»(رواه الترمذي وأبوداود والنسائي والدارمي)

ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جانور کے آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے پھٹا یا کٹا ہوا ہو یا پچھلی طرف سے چرا ہوا ہو یا اس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

نیز:۔ لولا، لنگڑا، کانا، بھینگا، دم کٹا، بوڑھا، بیمار اور لاغر جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ ابن ماجہ، مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی

نوٹ:۔ کان پھٹا، کٹا یا چرا ہوا ہونا یا گول سوراخ وغیرہ یہ عیوب ونقائص خود نشانی کے طور پر لگائے گئے ہوں یا اتفاقیہ جنگل کی جھاڑیوں سے الجھ کر پیدا ہوگئے ہوں بہرحال یہ عیب اور نقص ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے بموجب ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔ نیز سینگ ٹوٹے سے قطعاً گریز کیجئے۔

نوٹ:۔ آج کل کچھ اس قسم کے فتوے سامنے آرہے ہیں جو سنت کے منافی اور قطعاً غلط ہیں مثلاً ۱/۳ یا ۱/۴ کان کٹا جانور ہو

یا تھوڑا سا سینگ ٹوٹا ہوا ہو تو قربانی جائز ہے۔ واضح اور صریح احادیث پیغمبر ﷺ کے ہوتے ہوئے اس قسم کے فتوے سراسر مخالفت پیغمبر ﷺ ہے۔ عمداً ہو یا خطاءً"۔

لہٰذا حضرات علمائے کرام کو چاہیئے کہ فرض منصبی کا لحاظ رکھتے ہوئے پوری تحقیق سے فتویٰ جاری کریں۔ قرآن و سنت کے مُبیّن و مُبرہن احکام و شرائع اور اوامر و نواہی کے ہوتے ہوئے رائے اور قیاس سے فتویٰ دینا موجب جہنم ہے۔

؎ خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
که ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

خصی جانور کی قربانی:

«عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ضَحَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْأَيْنِ خَصِيَّيْنِ» (مسند احمد)

حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو خوبصورت خصی مینڈھوں کی قربانی دی۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی جانور کی قربانی بلا کراہت درست ہے اور قربانی کے باب میں یہ کوئی عیب نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

«عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ» (صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید اعظم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "مت ذبح کرو مگر "منہ" (دوندا یا اس سے اوپر والا) ہاں اگر دوندا جانور ملنا مشکل ہو تو بھیڑ کا بچہ "جذعہ" قربانی کر سکتے ہو۔ (مسلم)

"جذعہ" اور "منہ"

بہت سے لوگ کمزور اور بے بنیاد فتووں کا سہارا لے کر بھیڑ کے چھ سات ماہ تک کے بچے کی قربانی کر دیتے ہیں جو قطعا فاسد اور غلط ہے چنانچہ ذیل میں ہم اس کی تحقیقی صورت پیش کرتے ہیں۔

جذعہ بھیڑ یا بکری وغیرہ میں سے "جذعہ" وہ ہے جس کی عمر

ایک سال ہو۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

«وَالْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ وَالْمَاعِزِ وَالظِّبَاءِ وَالْبَقَرِ هُوَ مَا أَتَمَّ عَامًا كَامِلًا وَدَخَلَ فِي الثَّانِي مِنْ أَعْوَامِهِ. الخ» (المحلّى)	یعنی بھیڑ، بکری، ہرنی اور گائے کی جنس میں سے ہر وہ جانور جس نے اپنی عمر کا ایک سال پورا کر لیا ہو اور دوسرے سال میں قدم رکھ لے "جذعہ" کہلائے گا۔ (محلی)

لفظ "جذعہ" اور ارباب لغت

الفاظ کے مفہوم و معانی، مقاصد و مطالب جس طرح کماحقہ، اہل زبان سمجھ سکتے اور ادا کر سکتے ہیں وہ انہیں کا حصہ ہے۔ چنانچہ اس بات پر کہ مذکورہ جانوروں میں سے "جذعہ" پورے ایک سال کے جانور کو کہتے ہیں بطور شاہد ائمہ لغت کے اقوال پیش کرتے ہوئے علامہ موصوف فرماتے ہیں:

«هٰكَذَا قَالَ فِي الضَّأْنِ وَالْمَاعِزِ	بھیڑ اور بکری کی جنس میں سے "جذعہ" کی عمر کے بارہ میں

الْكِسَائِيُّ وَالأَصْمَعِيُّ وَأَبُوعُبَيْدٍ، وَهٰؤُلاَءِ عُدُوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي اللُّغَةِ»۔

صاحب فن امام کسائی اور فصیح و بلیغ ادیب و شاعر اصمعی اور ابوعبید کا یہی قول ہے اور یہ لوگ ارباب لغت میں سے عادل ہیں۔

نیز:۔ "جذعہ" کی عمر کے بارہ میں ابن قتیبہ جو دین و علم میں ثقہ ہے اور عدبس کلابی اور ابو قفعس الاسدی جو لغت میں ثقہ ہیں کا یہی قول ہے۔ (محلی)

لفظ "مسنہ":

«الثَّنِيُّ الَّذِيْ يُلْقِي سِنَّهُ»

لغوی اعتبار سے ثنی (مسنہ) اس جانور کو کہتے ہیں جو دودھ کے دانت گرا دے۔

علامہ طاہر حنفی تحریر فرماتے ہیں کہ جب گائے اور بکری کے دودھ کے دانت گر کر اگلے دو دانت نکل آئیں، اس وقت انہیں "مسنہ" کہتے ہیں۔ (مجمع البحار)

اور فتح الباری شرح بخاری اور لغت کی بہت بڑی کتاب

تاج العروس میں اسی طرح ذکر ہے۔ البتہ "مسنہ کیلئے عمر کی تعیین و تقیید کا اختلاف محض علاقائی آب و ہوا کے فرق پر مبنی ہے۔ یعنی کہیں دوسرے سال میں "مسنہ" ہو جاتا تو وہاں دوسرے سال کی قید لگا دی اور کہیں تیسرے سال میں "مسنہ" ہوتا تو وہاں تین سال کا اعتبار کر لیا گیا ہے۔

الغرض :- دو سال ہوں یا تین سال ---- مقصود تو "مسنہ" ہونا ہے اور وہ وہی ہے جس کے دودھ کے دو دانت گر کر دو دانت نکل آئیں۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

قربانی کیلئے عمر کی تعیین :

"جذعہ" اور "مسنہ" کا صحیح مفہوم سمجھنے کے بعد اب مذکورہ حدیث لَاَ تَـذْبَحُوْا اِلاَّ مُسِنَّةً الحدیث کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے قربانی کے جانور کی عمر کی تعیین کا مسئلہ نہایت خوش اسلوبی سے حل ہو جاتا ہے یعنی بکرا، چھترا، دنبہ، گائے اور اونٹ میں سے صرف مسنہ یعنی (دوندے) جانور کی قربانی درست ہے نہ کہ "جذعہ" کی۔ ہاں! جب مسنہ کا ملنا مشکل ہو تو (اس حالت عسر میں) بھیڑ یا دنبہ کا جذعہ درست ہے۔

عہد رسالت مآب ﷺ کا ایک واقعہ

یہ ایک حدیث اس بارہ میں قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عیدالاضحیٰ سے قبل قربانی کر دی۔ تو اس پر امام الہدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا انما ھی شاۃ لحم یعنی یہ صرف گوشت ہے قربانی کا اجر و ثواب نہیں۔ اذبح مکانھا اخریٰ اس کی بجائے اور قربانی کرو۔ تو اس نے عرض کیا عندی جذعۃ خیر من مسنتین کہ میرے پاس "جذعہ" ہے جو دو مسنوں سے بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اذبحھا تو وہی ذبح کر دے ------ لیکن اس کے ساتھ ارشاد فرمایا:

«وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ» یعنی تجھے اجازت ہے لیکن تیرے بعد "جذعہ" بطور قربانی کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔

فائدہ: ـ امام اعظم سید مکرم حضرت محمد اکرم ﷺ کے اس فیصلہ کن فرمان اقدس اور مذکورہ مدلل تفصیلات سے قیامت تک

کیلئے یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ اونٹ' گائے' بکرا' چھترا اور دنبہ وغیرہ میں سے ہر ایک کی قربانی صرف اور صرف ''مسنہ'' (دوندا) ہونے کی صورت میں درست ہے۔

ہاں اگر ''مسنہ'' (دوندا) کے حصول میں مشکل درپیش ہو تو صرف اس صورت میں دنبہ یا چھترا ''جذعہ'' یعنی ایک سال کا قربانی کرنا جائز ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

''جذعہ'' (پکا کھیرا) کی قربانی کے جواز میں احادیث و آثار کا جائزہ

یہ تو ایک مسلم حقیقت ہے کہ اونٹ' گائے' بکری' بھیڑ اور دنبہ وغیرہ میں سے ''جذعہ'' (پکا کھیرا) کی قربانی قطعا درست نہیں۔ تاہم ''جذعہ'' کی قربانی کے جواز میں کئی احادیث و آثار ملتے ہیں۔ جن کی صحیح صورتحال سپرد قلم کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں نازل ہوں علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے ایک ایک کر کے ہر ایک کے سقم پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ بایں ہمہ دیدۂ کور کو نظر نہ آئے تو سورج کا کیا گناہ ہے؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

جہالت ایک عذر ہے:

"جذعہ" کی قربانی کے جواز میں ذکر کیے جانے والے ضعیف و سقیم اور غلط قسم کے تقریبا دس احادیث و آثار کو بالتفصیل ذکر کرکے علامہ موصوف فرماتے ہیں:

«قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ لاَ يَحْتَجُّ بِهَذِهِ الْآثَارِ إِلاَّ قَلِيْلُ الْعِلْمِ بِوَهْيِهَا فَيُعْذَرُ، أَوْ قَلِيْلُ الدِّيْنِ يَحْتَجُّ بِالْأَبَاطِيْلِ الَّتِي لاَ يَحِلُّ أَخْذُ الدِّيْنِ بِهَا»

شیخ ابو محمد کہتے ہیں کہ ان کمزور اور باطل آثار کو کم علم اور بے دین لوگ ہی دلیل و حجت مانتے ہیں جبکہ ایسے آثار کی دین میں کوئی حیثیت نہیں۔

ایک حدیث! ---- ان جھوٹے اور کمزور آثار و احادیث میں سے نمونہ کے طور پر ایک حدیث ذکر کئے دیتے ہیں

جو عموماً پیش کی جاتی ہے۔

«عَنْ أَبِيْ كِبَاشٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ لَهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: نِعْمَ أَوْ نِعْمَتِ الأُضْحِيَةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ» (ترمذي)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابو کباش سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے کہ بھیڑ کا سال بھر کا بچہ (جذعہ) بہترین قربانی ہے۔ (ترمذی)

حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی سند میں کدام بن عبدالرحمٰن سلمی ہے جو مجہول ہے۔"

اور علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے محلی میں اس کی تفصیل یوں لکھی ہے: "اس کی سند میں ایک عثمان بن واقد مجہول ہے اور کدام بن عبدالرحمٰن کے بارہ میں فرماتے ہیں: ولا ندری من هو ہم اسے جانتے ہی نہیں کون ہے۔ قاله الشیخ ابومحمد۔

حاصل کلام:

علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے "جذعہ" کے بارہ میں تمام تر

احادیث و آثار کے لاغرپن کو مفصل ذکر کرنے کے بعد عظیم فیصلہ لکھتے ہوئے تجزیہ نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔

«فَلَوْ صَحَّتْ هَذِهِ الأَخْبَارُ كُلُّهَا لَكَانَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ "لاَ تُجْزِئُ جَذْعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ" نَاسِخًا لَهَا بِلاَشَكٍّ، وَمَنِ ادَّعٰى عَوْدَةَ حُكْمِ الْمَنْسُوْخِ فَقَدْ كَذَبَ إِلاَّ أَنْ يَأْتِيَ عَلٰى ذَالِكَ بِبُرْهَانٍ، فَكَيْفَ وَكُلُّهَا بَاطِلٌ لاَ خَيْرَ فِيْ شَيْئٍ مِنْهَا» (المحلی لابن حزم)

اگر "جذعہ" کی قربانی کے جواز میں مذکورہ تمام احادیث و آثار درست بھی ہوتے تو بھی حضور ﷺ کا ابوبردہ کو یہ کہنا کہ "تیرے بعد (جذعہ) کسی سے کفایت نہیں کرے گا" ناسخ کی حیثیت رکھتا ہے اور مذکورہ تمام احادیث و آثار منسوخ --- اور پھر حکم منسوخ کی بحالی کا بلا دلیل دعویٰ بالتحقیق جھوٹ ہوگا اور ایسا دعویٰ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ تمام مرویات و آثار باطل ہیں جن میں کوئی خیر نہیں۔

الغرض :---- پیغمبر رحمت ﷺ کے واضح حکم "لا تذبحوا الا مسنة" الحدیث اور "جذعہ" اور "مسنہ" کے ضمن میں تمام تفاصیل ملحوظ رکھتے ہوئے نتیجہ ثابت ہوا کہ جب آسانی سے "مسنہ" (دوندا جانور) دستیاب ہو تو "جذعہ" یعنی سال بھر کے جانور کی قربانی درست نہیں۔ خواہ دنبہ' چھترا ہی کیوں نہ ہو۔

قربانی کے دن

✷ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور کئی اقوال سامنے آتے ہیں

«عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: النَّحْرُ يَوْمٌ وَاحِدٌ إِلٰى أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ» امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ قربانی کا صرف ایک دن ہے۔ دس ذوالحجہ۔

✷ «عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: النَّحْرُ فِيْ الأَمْصَارِ يَوْمٌ وَبِمِنًى ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ» جابر بن زید کہتے ہیں کہ قربانی شہروں میں صرف ایک دن ہے اور "منیٰ" میں تین دن۔

«عَنْ أَنَسٍ قَالَ: الأَضْحٰى يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ، وَبِهِ يَقُوْلُ أَبُوْحَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ»

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے کل تین دن ہیں دس ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ تک۔ یہی قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

✱

«اَلنَّحْرُ أَرْبَعَةُ أَيَّامٍ إِلَى أَخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَالْحَسَنُ»

چوتھا قول یہ ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی شام تک۔ اور یہی عطاء اور حسن بصری کا مذہب ہے۔

«عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالاَ جَمِيْعًا: الأَضْحٰى إِلٰى هِلاَلِ الْمُحَرَّمِ لِمَنِ اسْتَأْنٰى بِذٰلِكَ»

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹے ابوسلمہ اور سلیمان بن یسار دونوں کہتے ہیں کہ قربانی دس ذوالحجہ سے محرم الحرام کا چاند نظر آنے تک درست ہے۔ اس شخص کیلئے جس نے اس میں تاخیر کی۔

تجزیہ :

پہلے تین اقوال کے بارہ میں علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

٭ «قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ: أَمَّا مَنْ قَالَ: النَّحْرُ يَوْمُ الأَضْحٰى وَحْدَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ مَجْمَعٌ عَلَيْهِ وَمَاغَدَاهُ فَمُخْتَلَفٌ فِيْهِ»	شیخ ابو محمد کہتے ہیں ''جو یہ کہتا ہے کہ دس ذوالحجہ ایک ہی قربانی کا دن ہے تو وہ یہ بات اس لئے کہتا ہے کہ دس ذوالحجہ بالاتفاق قربانی کا دن ہے۔ اختلاف تو باقی دنوں کی نسبت سے ہے۔

٭ قول ثانی کے قائل جناب جابر کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر بھی ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ منیٰ میں حجاج کرام کیلئے اعمال مناسک کی مصروفیات (رمی جمار' طواف افاضہ اور حلق وغیرہ) کی بناء پر قربانی کیلئے تین دن مقرر ہوئے ہیں جبکہ دیگر شہروں میں یہ مصروفیات نہیں۔ لہٰذا دوسرے تمام شہروں میں صرف ایک دن (دس ذوالحجہ) قربانی کا دن ہے۔(زاد المعاد)

نوٹ: یہ موقف بھی نادرست اور ناقابل تسلیم ہے۔

الاسد

✷ اور اب آیئے قول ثالث کی طرف ----- اس ضمن میں بہت سے صحابہؓ کے آثار ملتے ہیں۔ جن کے بارہ میں علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

«وَلاَ يَصِحُّ شَيْئٌي مِنْ هَذَا كُلِّهِ إِلاَّ عَنْ أَنَسٍ وَحْدَهُ»	یہ سب آثار فن روایت کے اعتبار سے نادرست ہیں (اگرچہ وہ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہیں)

تاہم رواۃ کے ضعیف اور سيئي الحفظ ہونے کی بناء پر ناقابل اعتبار ہیں۔ ہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ والا اثر تو وہ صحیح ہے۔

«إِنَّ التَّضْحِيَةَ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ»	کہ قربانی دس ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ تک صرف تین دن ہیں۔

یہ اثر اگرچہ سندا درست ہے (اور یہی مسلک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال لوگوں کا ہے) لیکن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے چار دن کی صراحت کے بعد (تفصیل آگے آ

رہی ہے) یہ بھی قابل حجت نہ رہا۔ محلی اور یہ ضابطے کی بات ہے "قول الصحابی لیس بحجة" (بشرطیکہ حکما مرفوع نہ ہو) للذا یہ اثر بھی دلیل و حجت نہ ہوا۔

اجماع کا ڈھونگ

بعض فقہاء اہل الرائے اور علمائے احناف بلا تامل یہ لکھتے اور کہتے ہیں کہ مسلک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اجماع ہے اور کئی آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے موید ہیں۔

تو اس پر علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا برہان بدوش قلم یوں رقمطراز ہے:

«فَكَيْفَ وَلَا يَصِحُّ شَيْئٌ مِمَّا ذَكَرْنَا إِلَّا عَنْ أَنَسٍ وَحْدَهُ عَلَى مَا بَيَّنَّا قَبْلُ، وَإِنْ كَانَ هٰذَا إِجْمَاعًا، فَقَدْ خَالَفَ عَطَاءٌ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ

یہ کیسا اجماع ہے جس سے امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور محدث شہیر امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار جیسے عظیم القدر لوگ نکل جائیں۔ صد حیف

وَالْحَسَــــــنُ ایسے اجماع پر۔
وَالزُّهْرِيُّ وَأَبُوْ
سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ
وسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَار
الإجماع، وأُفٍّ لِّكُلِّ
إِجْمَاعٍ يُخْرُجُ عَنْهُ
هٰؤُلَاءِ»

پس ثابت ہوا کہ اجماع کا دعویٰ بوگس اور قطعاً" بے بنیاد ہے۔

نوٹ: اب ہم قول رابع سے پیشتر بالاختصار قول خامس کے سراپا بطلان پر علامہ موصوف کا تبصرہ ذکر کئے دیتے ہیں۔ بعد میں قول رابع کے بارہ میں کچھ تفصیلی ذکر ہو گا۔

قول خامس: :

کہ "دس ذوالحجہ سے آخر ذوالحجہ تک قربانی درست ہے۔" اس قول کے قائل ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور سلیمان بن یسار ہیں۔ یہ دونوں بایں الفاظ حدیث پیش کرتے ہیں:

«بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ

ﷺ قَالَ: الأَضْحٰى إِلَى هِلاَلِ الْمُحَرَّمِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْتَأْنِيَ بِذٰلِكَ» (المحلّٰی)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قربانی محرم الحرام کا چاند نظر آنے تک ہے (یعنی آخر ذوالحجہ تک) یہ اس شخص کیلئے ہے جو موخر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ مرحوم و مغفور لکھتے ہیں یہ روایت مرسل ہے۔

«وَهٰذَا مِنْ أَحْسَنِ الْمَرَاسِيْلِ وَأَصَحِّهَا فَيَلْزَمُ الْحَنَفِيِّيْنَ وَالْمَالِكِيِّيْنَ الْقَوْلُ بِهِ وَإِلاَّ فَقَدْ تَنَاقَضُوْا»

اور چونکہ یہ روایت احسن اور اصح المراسیل ہے۔ احناف اور موالک کو لازم ہے کہ اس پر فتوٰی دیں وگرنہ اس حدیث کا ترک ان کے اپنے ہی قبول مرسل والے اصول سے ان کا تناقض و تخالف شمار ہوگا۔

اور اس بارہ میں بحث کی تکمیل پر ابو محمد کہتے ہیں:

«أَمَّا نَحْنُ فَلاَ نَحْتَجُّ بِهِ وَيُعِيْذُنَا اللهُ

رہی ہماری بات تو ہم اسے حجت نہیں مانتے اور مرسل

تَعَالَى أَنْ نَّحْتَجَّ بِمُرْسَلٍ» (المحلّى) روایت کو دلیل ماننے سے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

قول رابع

قربانی کے چار دن :

اب آیئے اس قول کی طرف : ان التضحية يوم النحر وثلثة ايام بعده یعنی دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی شام تک قربانی کے چار دن ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے حدیث:

«عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسَى عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ» (رواه احمد)

یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تشریق کے تمام دن قربانی کے دن ہیں (تو دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی شام تک کل چار دن قربانی کے دن ہیں)

«وللدَّار قُطْنِيِّ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ

دار قطنی میں حضرت سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن دینار کی حدیث سے اور نافع بن جبیر عن جبیر عن

مُوْسٰی عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ جُبَیْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، کذا في النَّيْلِ» النبی ﷺ کی حدیث ایسے ہی مروی ہے ہے نیل الاوطار

فائدہ :

احناف نیل الاوطار کے حوالہ سے اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور وجہ ضعف یہ لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ قالہ ابن القیم فی الھدی (نیل الاوطار)

مجرمانہ خیانت :

احناف نے نیل الاوطار کے حوالہ سے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح تو نقل کر دی لیکن جواب جرح سے صرف نظر کر گئے۔ افسوس ------- کیا یہ مجرمانہ خیانت نہیں؟

ذرا اک نظر ادھر بھی :

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت واضح انداز میں بایں الفاظ لکھتے ہیں :

«وَيُجَابُ عَنْهُ بِأَنَّ یعنی اس جرح کا جواب یہ ہے

ابْنَ حِبَّانَ وَصَلَهُ وَذَكَرَهُ فِي صَحِيْحِهِ كَمَا سَلَفَ»(نيل الأوطار)	کہ امام ابن حبان نے اس حدیث کو موصولا بیان کیا ہے اور اپنی صحیح میں درج فرمایا ہے
«ورواه البيهقي في المعرفة ولم يذكر فيه انقطاعًا»	اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت ''معرفہ'' میں ذکر کی ہے اور اس میں انقطاع کا ذکر نہیں کیا۔
«وكذا في التعليق المغني على سنن الدارقطني»	

اند کے از زاد المعاد:

خود حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف زاد المعاد ج ۱ میں تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کے جواز میں بطور دلیل یہ لکھا ہے کہ ''از روئے حدیث تین دن سے زائد قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا ممنوع تھا اور پھر حدیث ہی کی روشنی میں تیرہ ذوالحجہ کو ذخیرہ کرنا ثابت ہو جانے سے تیرہ کو قربانی کی ممانعت بھی نہ رہی۔''

نیز! زاد المعاد میں اس کی تقویت میں حافظ صاحب

موصوف ایک وجہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں:

«رُوِيَ مِنْ وَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ يَشُدُّ أَحَدُهُمَا الأُخَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ» (زاد المعاد)

کہ دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی شام تک قربانی کرنے کی حدیث دو مختلف سندوں سے ذکر ہوئی ہے جو ایک دوسرے کیلئے تائید و تقویت کا موجب ہے۔

جن میں سے پہلی جبیر بن مطعم کی روایت ہے۔ (مذکورہ)

«وَمِنْ حَدِيْثِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ . . . قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عِنْدَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ» (زاد المعاد)

یعنی دوسری حدیث اسامہ بن زید کی ہے جس کے بارہ میں یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ اسامہ ثقہ اور مامون ہے۔ (زاد المعاد)

فائدہ: اور اس پر مستزاد یہ کہ محدث العصر حضرت مولانا

حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے قابل عمل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ ”خاص کر جب اس کے راوی ابن جریج ہیں جو نہایت ثقہ ہیں۔“

(فتاویٰ اہلحدیث)

مسلم شریف کے شارح علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

«وَأَمَّا آخِرُ وَقْتِ التَّضْحِيَةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ: يَجُوْزُ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ وَأَيَّام التَّشْرِيْقِ الثَّلٰثَةِ بَعْدَهُ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا عَلِيُّ بن أَبِيْ طَالِبٍ وجبير بن مُطْعِمٍ وابن عباس وعطاءٌ والحسن البصريُّ وعُمَرُ بن عبدالعزيز وسليمانُ بنُ موسى

قربانی کے آخری وقت کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دس ذوالحجہ سے تشریق کے تین دن تک (قربانی کے) چار دن ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد، امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، سلیمان بن موسیٰ الاسدی فقیہ اہل شام امام مکحول

الأسديُّ فقيه أهل الشَّام ومكحولٌ وداودُ الظَّاهريُّ وغيرُهُمْ»(نووي)	رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد ظاہری وغیرھم کا یہی مسلک ہے۔ (نووی شرح مسلم)

حاصل کلام :

اس تفصیل اور تحقیق و تجزیہ کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ (دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی شام تک)

کس دن قربانی کرنا افضل ہے؟

(۱) یوم النحر یعنی دس ذوالحجہ کو نماز عیدالاضحیٰ سے فارغ ہو کر قربانی کرنا افضل عمل ہے۔ جیسا کہ پیشتر ازیں حدیث گزر چکی ہے۔

(۲) اور پہلے دن قربانی کرنے کی دوسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ دس ذوالحجہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنفس نفیس اپنے دست اقدس سے قربانی کی۔

(۳) تیسری وجہ یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«مَا مِنْ أَيَّام الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ، يَعْنِي أَيَّام الْعَشْر... الحديث» (رواه الجماعة إلاَّ مسلمًا والنّبسائي)	کسی دن عمل صالح اللہ عزوجل کو اتنا محبوب نہیں جتنا عشرۃ ذوالحجہ میں اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔

ہاں اگر فقراء و مساکین اور دیگر اہل اسلام کے مفاد کی خاطر دوسرے دنوں میں قربانی کرے تو بھی حسب نیت فضیلت حاصل ہوگی۔

اور اگر قربانی تاخیر سے کرنے میں اپنی غرض اور مفاد وابستہ ہو تو پھر قربانی ہو جائے گی لیکن فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ لیکن اگر چوتھے دن (تیرہ ذوالحجہ کو) قربانی کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس حدیث کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو یقیناً یہ امر بھی باعث فضیلت ہے۔

قربانی اور نماز عید کے مختصر احکام و مسائل

قربانی کا طریقہ :

چھری اچھی طرح تیز کرلیں۔ پھر جانور کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھیں:

« إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ، اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ وَمِنْ

بلاشبہ میں نے اپنا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی جانب کر لیا ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت صرف ایک اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے

حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ»۔

اللہ قربانی صرف تیرے لئے ہے اور تیری ہی توفیق سے ہے۔ اے اللہ تو مجھ سے قبول فرما لے۔ جیسا کہ تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبول کی اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ سے۔

اور اس دعا کے بعد "بسم اللہ واللہ اکبر" کہتے ہوئے تیز چھری جانور کے حلق پر چلا دیجئے۔

نوٹ: اگر لمبی دعاء یاد نہ ہو سکے تو صرف "بسم اللہ واللہ اکبر" کہہ کر ذبح کر دینا کافی ہو گا۔

جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا:

«عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ضَحَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی دی۔ جو خوبصورت سیاہ و سفید رنگ

أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ، قَالَ: رَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ: بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ» (صحيح بخاري وصحيح مسلم)

والے اور بڑے سینگوں والے تھے۔ آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اللہ کا نام لیا اور اللہ اکبر کہا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانور کے پہلو پر پاؤں رکھ کر "بسم اللہ واللہ اکبر" کہتے ہوئے ذبح کرتے تھے۔

(بخاری و مسلم و کذا فی ابن ماجہ)

عورت خود ذبح کر سکتی ہے:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کا ذبح کرنا درست نہیں لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

«وَأَمَرَ أَبُوْ مُوْسٰى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ» (صحيح بخاري)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔

(بخاری)

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک عورت کا جانور ذبح کرنا قطعا درست ہے۔

پورے اہل کی طرف سے ایک جانور

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے قربانی کیلئے بڑے سینگوں والا ایسا مینڈھا لانے کا حکم فرمایا جس کے پاؤں' پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں (یعنی نہایت خوبصورت) چنانچہ ایسا جانور لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ مکرمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پتھر پر چھری خوب تیز کر کے لانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ وہ لائیں تو:

«وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ	آنحضرت ﷺ نے مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہوئے فرمایا ”اے اللہ قبول کر اس کو محمد ﷺ اور اس کی آل اور اس کی امت کی طرف سے۔ پھر آپ

ضَحَّى بِهِ»(رواه مسلم) صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کر دیا۔ (مسلم)

اور حضرت عطاء ابن یسار نے جناب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔ (ترمذی)

نماز عید کا وقت :

«إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَي عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الأَضْحَى وَأَخِّرِ الفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ»(رواه الشافعي)

جناب ابوالحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بالتحقیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران میں عمرو بن حزم کو یہ فرمان لکھ کر بھیجا کہ عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی (یعنی جب سورج دو نیزے پر آجائے) پڑھو اور عیدالفطر نسبتاً تاخیر سے ادا کرو۔

(رواہ الشافعی)

نماز عیدین میں تکبیرات :

«عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ

جناب عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے

النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً، سَبْعًا فِي الأُوْلَى وَخَمْسًا فِيْ الأٰخِرَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلاَ بَعْدَهَا» رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ أحمدُ: أَنَا أَذْهَبُ إِلَي هَذَا(مسند احمد نيل الأوطار)	ہیں: بلاشبہ رسول اکرم ﷺ نے نماز عید میں بارہ تکبیرات کہیں۔ سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور آپ نے نماز عید سے پیشتر یا بعد اور کوئی نماز نہیں پڑھی۔ (مسند احمد) اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی میرا مذہب ہے۔

(نیل الاوطار)

نوٹ: قال العراقی اسناده صالح یعنی اس کی سند درست ہے اور امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عن البخاری انه قال انه حدیث صحیح رئیس المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

اور یہی حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ سے بیان کی ہے اور اس کی تحسین کی ہے۔ جبکہ یہ

روایت کمزور ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چونکہ کئی شواہد اس حدیث کی تقویت کا موجب ہیں اور عراقی کہتے ہیں انما تبع فی ذلک البخاری. یعنی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تحسین یا تو شواہد کی بنا پر کی ہے یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح کہنے پر۔ جیسا کہ آگے بیان ہو رہا ہے۔

«قَالَ التِّرْمِذِيُّ سَأَلْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ عَنْ هَذَا الحَدِيْثِ قَالَ: لَيْسَ فِي البَابِ شَيْئٌ أَصَحَّ مِنْ هَذَا، وَبِهِ أَقُوْلُ. . الخ» (زاد المعاد وكذا في النيل)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رئیس المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (تکبیرات فی صلوۃ العیدین) میں اس حدیث سے زیادہ کوئی بھی حدیث صحیح نہیں اور میں بھی اسی کا قائل ہوں۔ (زاد المعاد)

❋ ہر دو رکعت میں تکبیرات قراءت سے قبل کہی جائیں۔

(ترمذی، ابن ماجہ) وکذا ذکر فی النیسل

تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین :

البتہ نماز عید میں تکبیرات کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔

مغنی ابن قدامہ میں ہے :

«رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ»

یعنی رسول اکرم ﷺ تکبیر کہتے ہوئے رفع الیدین کرتے۔

نیز لکھتے ہیں :

«رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ فِي كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ فِي الْجَنَازَةِ وَفِي الْعِيْدِ»(رَوَاهُ الْأَثْرَمُ وَلَا يُعْرَفُ لَهُ مُخَالِفٌ فِي الصَّحَابَةِ(انتہیٰ)

یعنی امیر المومنین جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ اور نماز عید کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس کا کوئی مخالف نہیں۔ وکذا ذکرہ الشیخ المحدث الشهیر العلامة الحافظ محمد عبدالله روپڑی تغمده الله برحمة واسعة

(فتاوی اہلحدیث)

نماز عید بستی سے باہر ادا کریں :

عید کی نماز بستی سے باہر جنگل میں ادا کرنی چاہئے۔ ہاں! بامر مجبوری (بارش وغیرہ کی صورت میں) مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔ (بخاری' ابوداؤد' ابن ماجہ)

اس ضمن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیارے انداز میں بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں :

«إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ فِي الْعِيْدَيْنِ إِلَي الْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ، وَكَذٰلِكَ مَنْ كَانَ بَعْدَهُ وَعَامَةُ أَهْلِ الْبُلْدَانِ إِلاَّ أَهْلُ مَكَّةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَحَدًا مِنَ السَّلَفِ صَلّٰى بِهِمْ عِيْدًا إِلاَّ فِي

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدالفطر اور نماز عیدالاضحیٰ ادا کرنے کیلئے مدینہ سے باہر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے اور اس بارہ میں شہروں' بستیوں میں یہی طرز عمل رہا۔ لیکن اہل مکہ ہمیشہ مسجد الحرام میں ہی عیدین کی نماز ادا کرتے چلے آئے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مَسْجِدِهِمْ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَأَحْسبُ ذَلِكَ ـ وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ ـ لأَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ خَيْرُ بِقَاعِ الدُّنْيَا... الخ» (كتاب الأم للشافعي)

میرا خیال یہ ہے "لأن المسجد الحرام خير بقاع الدنيا" یہ اس لئے کہ مسجد حرام دنیا کی تمام جگہوں میں سے افضل ہے۔

(کتاب الام للشافعی)

عیدگاہ میں عامی نوافل:

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا» (صحيح بخاري وصحيح مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں بلاشبہ نبی ﷺ نے عید الفطر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عید کی نماز سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔

(بخاری و مسلم)

نماز عید کیلئے اذان و اقامت :

«عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ»(رواه مسلم)

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یا دو بار کی بات نہیں میں نے عیدین کی نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ اذان اور اقامت کے بغیر ادا کی۔ (مسلم)

★ عید کی نماز باجماعت نہ ملنے کی صورت میں خود الگ دو رکعت نماز پڑھ لے اور اس بارہ میں جناب انس رضی اللہ عنہ کا طرز عمل یہ تھا کہ (بصرہ میں نماز باجماعت نہ ملتی) تو جمع اھله وموالیه وہ اپنے اہل و عیال اور موالی کو اکٹھا کرتے اور عبداللہ بن ابوعتبہ انہیں تکبیرات مسنونہ کے ساتھ دو رکعت پڑھا دیتے۔ ہاں اگر باجماعت ادائیگی کیلئے کوئی ساتھی نہ ملے تو اکیلا ہی دو رکعت پڑھ لے۔ مغنی ابن قدامہ

عیدین کے خطبہ کیلئے منبر:

«عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ

طارق بن شہاب کہتے ہیں:

قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَامَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيْهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ ـ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى أَوْ أَدَّي مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَإِنِ	حاکم وقت مروان نے عید کے دن عیدگاہ میں منبر رکھوایا اور نماز عید سے پیشتر خطبہ شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے مروان تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ عیدگاہ میں منبر لائے ہو جبکہ یہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا اور تم نماز عید سے قبل خطبہ دے رہے ہو اور ہادی مکرم، امام اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تو اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس شخص نے تو اپنا فرض منصبی ادا کر دیا۔“ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے

اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيْمَانِ» (رواه أحمد ومسلم وأبو داود وابن ماجة)

سنا جو شخص برائی دیکھے اگر اس برائی کو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتا ہو تو ہاتھ سے روکے نہیں تو زبان سے اور اگر اتنی بھی سکت نہیں تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

(احمد، مسلم، ابوداوٗد، ابن ماجہ)

عیدین کا خطبہ:

«عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ» (رواه الجماعة إلا الترمذي - نيل الأوطار)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم دیگر کتب احادیث؟ کذا فی النیل)

«عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ» (رواه الجماعة إلاَّ الترمذي ـ نيل الأوطار)	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید پڑھی یہ تمام خطبہ سے پیشتر نماز ادا فرماتے۔

فائدہ: احادیث مذکورہ اس بات پر بین ثبوت ہیں کہ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کا یہی طریق تھا۔ پس اسی میں اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے۔

عید کیلئے دو خطبے:

نماز عید کے بعد دو خطبے ہیں۔ جن میں امام لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے۔ امام شافعی رحمہ اللہ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے دو خطبوں کے درمیان ''فصل بالجلوس'' کے قائل ہیں۔ اس ضمن میں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں جسے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ

رضی اللہ عنہ "السنة" کہہ کر بیان کرتے ہیں جبکہ عبیداللہ بن عبداللہ تابعی ہے اور تابعی کا السنة کہہ کر روایت کرنا دلیل و حجت نہیں اور نہ ہی اسے مسند متصل کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ البتہ صحابی من السنة یا السنة کہہ کر بیان کرے تو یہ حدیث مسند متصل ہوتی ہے۔

عید اور جمعہ کا اجتماع

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے جناب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

«شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عِيْدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيْدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمْعَةِ، فَقَالَ مَنْ شَاءَ أَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ» (سنن أبی داود)

کیا کسی ایسے موقع پر (جب ایک دن میں دو عیدیں (عید اور جمعہ) اکٹھی ہوئی ہوں) آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا ہاں! تو انہوں نے پوچھا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ جناب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے نماز عید پڑھا

کر جمعہ کی رخصت دے دی اور فرمایا جو چاہے سو پڑھ لے۔ (ابوداؤد)

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُم هَذَا عِيْدَانِ، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُوْنَ» (سنن أبي داود)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ (عید اور جمعہ) پس جو شخص نماز عید ادا کرنے کے بعد جمعہ نہ پڑھے تو اس کیلئے نماز عید ہی کافی ہے اور ہم جمعہ ادا کریں گے۔ (ابوداؤد)

احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عید اور جمعہ کے اجتماع کی صورت میں جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے لیکن امام جمعہ پڑھائے گا جبکہ عوام الناس جمعہ ادا کرنے یا نہ کرنے میں بااختیار ہوں گے۔

نوٹ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث مستدرک حاکم میں بھی

ہے۔ جناب علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ وصححه ابن خزيمه ايضا لیکن اس باب میں تمام احادیث کمزور ہیں جبکہ بہت سے آثار صحابہؓ بھی درست نہیں۔ لیکن تاہم یہی امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے اور معمول بہ ہے۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ایاس بن ابو رملہ شامی مجہول ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں:

قال الخطابی فی اسناد حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مقال خطابی کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی ضعیف ہے۔

وفی اسناده بقية ابن الوليد وفيه مقال۔ عون المعبود

✵

وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ قَوْلِ عُثْمَانَ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

(التلخيص الحبير)

البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا قول اور حاکم نے خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہی فرمان ذکر کیا ہے کہ عید اور جمعہ کے اجتماع کی صورت میں جمع کی رخصت ہے۔ (التلخیص الحبیر)

٭ نیز: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہی عمل کہ نماز عید ادا کرنے کے بعد جمعہ کیلئے ان کا نہ آنا جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر ہوا تو انہوں نے بے ساختہ فرمایا اصاب السنۃ یعنی جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پا لیا۔ عون المعبود میں ہے رجالہ رجال الصحیح یعنی اس کے تمام رواۃ درست و ثقہ ہیں۔

حاصل کلام :

مذکورہ تفصیل پیش نگاہ رکھتے ہوئے ثابت ہوتا ہے کہ عید اور جمعہ کے اجتماع کی صورت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس سے جمعہ کی رخصت کا امر معمول بہ چلا آرہا ہے۔

کیونکہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان اصاب السنۃ اس کا بین ثبوت ہے۔

نیز: خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفہ ثالث سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ ان ہردو کے فرامین اسی امر کے موید ہیں۔

٭ جمعہ میں عدم حاضری کی صورت میں نماز ظہر ادا کی جائے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ کے دن نماز عید کی ادائیگی

کے بعد جمعہ چھوڑنے کی صورت میں نماز ظہر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث میں جمعہ کی رخصت کے ساتھ ظہر پڑھنے کا کوئی حکم نہیں۔

نیز: جمعہ اصل ہے اور ظہر بدل۔

«إِذَا سَقَطَ وُجُوْبُ الْأَصْلِ مَعَ إِمْكَانِ أَدَائِهِ سَقَطَ الْبَدْلُ»

جب اصل کا ادا کرنا ممکن ہو اور اس کے باوجود اس کا وجوب ساقط ہو جائے تو بدل بھی ساقط ہو جائے گا۔

اور اس پر مستزاد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل ہے کہ ایک دن میں عید اور جمعہ کا اجتماع ہوا۔

«فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ»

تو جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے صبح عید کی دو رکعت پر اکتفا کیا حتیٰ کہ مسجد میں آکر نماز عصر ادا کی۔

اسی طرح صاحب عون المعبود نے جمعہ کی رخصت کے ساتھ سقوط ظہر پر کچھ اور ائمہ کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔

حقیقت مسئلہ :

بالتحقیق بات یہی درست ہے کہ رخصت جمعہ پر عمل کرنے والا ظہر کی نماز ادا کرے گا۔ حدیث میں ظہر پڑھنے کا واضح حکم نہ ہونا سقوط ظہر پر دلالت نہیں کرتا۔

* اور یہ کہنا کہ "جمعہ اصل ہے اور ظہر بدل" اور "اصل کا وجوب ساقط ہونے سے بدل بھی ساقط ہوگیا" یہ قول مرجوح ہے۔

«بَلْ الظُّهْرُ هُوَ الْفَرْضُ الأَصْلِيُّ المفروض ليلةَ الإسراءِ والجمعة متأخِّرة فرضها، ثُمَّ إذا فَاتَتْ وَجَبَ الظهر إجماعًا قَالَهُ مُحَمَّدُ بن إسماعيل الأَميرُ في سُبُلِ السَّلاَمِ»

بلکہ ظہر فرضیت میں اصل ہے لیلۃ الاسراء میں فرض ہوئی اور جمعہ کی فرضیت متاخر ہے۔ لہٰذا جمعہ کے فوت ہونے کی صورت میں ظہر پڑھنا فرض ہے۔ اجماعا (سبل السلام)

رہی یہ بات کہ جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں صلوۃ ظہر ساقط ہو جائے گی جیسا کہ مذکورہ روایت میں ان کا عمل ذکر ہوا ہے۔

صاحب سبل السلام رقم طراز ہیں: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ بات بالجزم کہنا نادرست ہے کیونکہ نماز ظہر کیلئے مسجد میں تشریف نہ لانے سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ انہوں نے ظہر نہیں پڑھی۔

«لاحتمال أَنَّه صلَّى الظُّهْرَ فِي مَنْزِلِهِ»

اس لئے کہ انہوں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی ہوگی۔

جبکہ ان کے مقتدی کہتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ + فلم يخرج الينا = جمعہ کیلئے مسجد میں تشریف نہ لائے تو + فصلينا وحدانا = ہم سب نے اکیلے ہی نماز پڑھی لی۔ بالیقین اس سے مراد ظہر کی نماز ہے نہ کہ جمعہ کی۔ کیونکہ جمعہ اکیلے ادا نہیں ہو سکتا۔

«فَإِنَّهَا لاَ تَصِحُّ إِلاَّ جَمَاعَةً»

الغرض: عید اور جمعہ کے اجتماع کی حالت میں جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور حق یہی ہے کہ جمعہ نہ پڑھنے کی

صورت میں نماز ظہرادا کی جائے گی۔ کذا فی سبل السلام
اس پر صاحب عون المعبود فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:
«والصحيح ما قاله الأمِيْرُ اليماني في سبل السلام»

نماز عید سے پہلے کھانا:

«عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ، وَلاَ يَأْكُلُ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يَرْجِعَ» (رواه ابن ماجة والترمذي وأحمد وزاد فيأكل من أضحيته ۔ نيل الاوطار)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کیلئے کچھ کھا کر تشریف لے جاتے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر عید کے بعد واپس تشریف لا کر اپنی قربانی کے گوشت سے کھاتے۔
(نیل الاوطار)

نوٹ: بخاری شریف میں ہے عیدالفطر کیلئے طاق کھجوریں کھا کر تشریف لے جاتے۔
(بخاری و احمد)

راستہ بدلنا:

«عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ
جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب

عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ» (بخاري)

عید کا دن ہوتا تو رسول اکرم ﷺ عید کیلئے آتے جاتے راستہ بدل لیتے۔ (بخاری)

* فائدہ: امام اعظم، رسول اکرم ﷺ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں چنانچہ حضور ﷺ کے عیدگاہ تشریف لے جاتے اور واپس آتے ہوئے راستہ تبدیل کرنے میں بے شمار فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔ امام الجرح والتعدیل حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بارہ میں بیس سے زائد اقوال ہیں۔

«قال في الفتح: فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ لِيَشْهَدَ لَهُ الطَّرِيقَانِ... الخ»

«كذا في النيل»

یعنی عیدگاہ آتے جاتے، راستہ بدلنے میں ایک بڑی حکمت یہ ہے تاکہ دونوں راستے قیامت کے دن اللہ کی بڑائی و کبریائی بیان کرنے پر گواہی دیں۔

(نیل الاوطار، بحوالہ فتح الباری)

اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں اسی طرح ذکر کیا ہے:

ایام تشریق کا روزہ :

«عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ خَمْسَةِ أَيَّامٍ فِي السَّنَةِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ وَثَلٰثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ» (رواه الدارقطني)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بے شک نبی اکرم ﷺ نے پورے سال میں پانچ دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (۱) عیدالفطر کے دن (۲) عیدالاضحیٰ کے دن اور تین دن ایام التشریق (گیارہ ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ تک)

اور ابن حبان، حاکم، بزار اور اصحاب السنن نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

«عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَصَلٰوةٍ فَلَا يَصُوْمُهَا أَحَدٌ»

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایام تشریق کھانے پینے اور نماز نفل و نوافل کے دن ہیں۔ ان میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے۔

تکبیرات :

عیدین کیلئے آتے جاتے اور نو ذوالحجہ سے ایام تشریق کے آخر تک فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے۔ تکبیرات کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

«عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ يُقْبِلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فَيَقُوْلُ: عَلَى مَكَانِكُمْ وَيَقُوْلُ: اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فَيُكَبِّرُ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ إِلَي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نویں ذوالحجہ کو نماز صبح سے فارغ ہو کر اپنے صحابہؓ کو فرماتے یہیں بیٹھے رہو اور تکبیرات کہتے۔ اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ تو آپ ﷺ نویں ذوالحجہ نماز فجر سے تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک تکبیرات کا یہ سلسلہ جاری رکھتے۔ (دار قطنی)

صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ
آخِرِ أَيَّامِ
التَّشْرِيْقِ» (رواه الدارقطني)

نوٹ: اس حدیث کے بارہ میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
«وَالصَّوَابُ أَنَّهُ مُرْسَلٌ»
یعنی صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

* تکبیرات کے بیان میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں یہی حدیث (وروی عنہ) = کہہ کر ذکر کی ہے۔ لیکن آغاز میں انہوں نے تین کے بجائے دو مرتبہ اللہ اکبر' اللہ اکبر ذکر کیا ہے۔

البتہ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری کے حوالہ سے بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

«وَقِيْلَ يُكَبِّرُ ثِنْتَيْنِ بَعْدَهُمَا لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ» (جاء ذلك

یعنی دو مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہے اور امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی

عن عمر وابن مسعود وبه قال احمد واسحاق ... الخ - نیل الأوطار)

مروی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

اور علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ کی تفصیل کچھ یوں ذکر کرتے ہیں:

«وَعَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ السَّبِيْعِيِّ عَنْ الأَسْوَدِ وَأَصْحَابِ ابن مسعود قَالَ: كَانَ ابنُ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ يَوْمَ عَرْفَةَ إِلَي صَلٰوةِ الْعَصْرِ يَوْمَ النَّحْرِ،

یحیٰی بن سعید القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی دونوں اپنے استاد سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ابواسحٰق سبیعی سے اور ابواسحٰق اپنے استاد اسود اور اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور اسود کہتے ہیں جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نویں ذوالحجہ (یوم عرفہ) سے ١٠ ذی الحجہ کی عصر تک تکبیرات کہتے اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اپنی

قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ۔ فِيْ رِوَايَتِهٖ ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ» (المحلّی)	روایت میں تکبیرات کے الفاظ یوں بیان کئے ہیں: «اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ»

اور حاشیہ محلی میں ہے کہ الفاظ کی یہ ترتیب درست ہے۔ ایک نسخہ میں وللہ الحمد کے لفظ ہیں لیکن لکھنے والے نے تصحیح کرتے ہوئے ''الحمد للہ'' لکھا ہے۔ وہ بھی صحیح ہے۔

نوٹ: نیل الاوطار میں بحوالہ فتح الباری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے تکبیرات کی جو ترتیب پہلے ذکر ہو چکی ہے وہ بھی درست ہے اور وہی ترتیب مغنی ابن قدامہ میں ذکر ہے:

«وَصِفَةُ التَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ،	تکبیرات کے بیان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے:

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَهٰذَا قَوْلُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. . . اِنْتَهٰى» (مغني ابن قدامه)

«اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ»

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیرات کے یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں:

«اَللهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا، اَللهُ أَكْبَرُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ

اللہ بہت بڑا ہے، بڑائی اسی کا حق ہے اور ہر قسم کی حمد زیادہ سے زیادہ صرف ایک اللہ کیلئے ہے اور صبح و شام ایک اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور بندگی خالصتہ" اسی اللہ کا حق جانتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔ اللہ وحدہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا

وَهَــــزَمَ الأَحْــــزَابَ وَحْدَهُ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْـبَـرُ»

(كتاب الأم للشافعي)

وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) کی مدد کی اور بہت سے (گروہ در گروہ) لشکروں کو اس نے تنہا شکست دی۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔

کَلِمَۃُ الشُّکْرِ

اللہ تعالیٰ کا بے حد و شمار شکر ہے جس نے ہمیں صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ بالخصوص کائنات کے سب سے بڑے امام ہادی برحق، سرتاج انبیاء، راہ نورد جادۂ اسریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہماری نسبت قائم فرمائی اور گراں مایہ سعادت یہ کہ سالکین و حاملین سنت "اصحاب الحدیث" کے بطون و صدور اور قلوب و اذھان کو نور قرآن و سنت سے صیقل و منور فرما کر ستاروں کی نسبت چاند کی سی روشن اور ممتاز شان عطا فرمائی۔

فالحمد للہ رب العلمین اللھم اجعلنا منھم

یہ اسی مالک و مختار کی توفیق و عنایت ہے کہ اس مختصر تحریر میں قربانی سے متعلق چند ضروری احکام و مسائل ذکر کئے ہیں۔ خصوصا قربانی کا جانور "جذعہ ہو یا مسنہ" اور قربانی چار دن تک (دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی شام تک قبل غروب شمس) درست ہے۔ ایسے عنوانات کی تحقیقی تفصیلات دی گئی ہیں۔ جس سے مقصود صرف راہ دکھانا ہے۔ شاید مفتی و ملاں کے باطل فتووں کی دلدل اور ظلمت کدۂ تقلید سے نکل کر کوئی اللہ کا بندہ

دامن مصطفویٰ سے وابستہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا مستوجب ٹھہرے اور ہمارے لئے توشہ آخرت بن جائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، دَائِمًا أَبَدًا أَبَدًا، كَمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ

حافظ محمد اسماعیل اسد
خطیب جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث
محلّہ اسلام آباد سیالکوٹ

رئیس الجامعة الابراهيميه
للبنات جلالپور روڈ حافظ آباد

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

MAKTABA SANAIYA

Al-Noor Academy Block # 19 Sargodha